www.KitaboSunnat.com
تحفۂ نکاح
سوالاً جواباً
قرآن وحدیث کی روشنی میں
مؤلف: فضیلۃ الشیخ ابوعبیدہ ولید بن محمد
ترجمہ: فضیلۃ الشیخ عبدالسمیع آثم بن ابی البرکات احمد حفظہ اللہ
٢٥
ت -
ALKARIMIA

تحفۂ نکاح
سوالاً جواباً

تحفۂ نکاح

سوالاً جواباً

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مؤلف: فضیلۃ الشیخ ابوعبیدہ ولید بن محمد

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ عبدالسمیع آثم بن ابی البرکات احمد

المکتبۃ الکریمیہ

قرآن وسنت کی اشاعت کا عظیم ادارہ

e-mail: alkarimiaa@hotmail.com

فہرست

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ !

اسلام ایک مکمل دین ہے بلکہ عین فطرت بھی ہے جس میں بنی نوع کی زندگی کے ہر شعبہ میں کامل راہنمائی کی گئی ہے اسی طرح نکاح بھی انسانی زندگی کا ایک اہم ترین شعبہ ہے جو نسل انسانی کی بقاء کے لیے ضروری ہے اس لیے شادی بیان کے موقع پر بھی دین اسلام مکمل راہنمائی دیتا ہے۔ یہ رسالہ مسائل نکاح پر مشتمل ہے اس میں منگنی سے لے کر شب زفاف کے آداب اور ولیمہ تک کے مسائل سوالاً جواباً، مختصر اور عام فہم انداز میں خوش اسلوبی سے دلیل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''تحفہ نکاح'' دراصل عربی کتاب "هدية العروسين" کا اردو ترجمہ ہے۔ عربی رسالہ فضیلۃ الشیخ ابو عبیدہ ولید بن محمد ﷾ کی تالیف ہے۔ جب کہ اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ عبد السمیع آثم بن ابی البرکات رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین سے گزارش ہے کہ نکاح کرنے والے نکاح سے پہلے اس سے ضرور استفادہ کریں اور اسی طرح کسی نکاح کرنے والے کو بطور تحفہ دعوت پیش کریں

ان شاء بہت فائدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتابچے سے خلق کثیر کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کے مولف، مترجم، ناشر اور دیگر معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین یا رب العالمین)

الحمد للہ "**المکتبة الکریمیه**" اس انمول کتاب کو طبع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرما کر جزائے خیر سے نوازے آمین۔

دعاؤں کا طالب

محمد مسعود لون (ایڈووکیٹ)

مدیر المکتبة الکریمیه

ابتدائیہ

ألحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله ، أما بعد!

پس یہ احکامِ نکاح کے متعلق مختصر کتابچہ ہے ہم نے اسے سوال وجواب کی شکل میں تیار کیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو دورانِ مطالعہ ہر سوال کے جواب کا شوق دلائے اور ہم نے اسے مختصر اور آسان بنایا ہے اور ہر مسئلے کی دلیل بھی ذکر کی ہے اور اقوالِ علماء میں سے جو قول دلائل سے آراستہ ہونے کی وجہ سے راجح ہے وہ اختیار کیا ہے۔

محترم قارئین کرام ......!

یہ کتابچہ ان اہم مسائل پر مشتمل ہے جنہیں نکاح سے پہلے جاننا بہت ضروری ہے، مثلاً: منگنی ،حق مہر ،عقد نکاح ، نکاح کی شروط ، شب زفاف کے آداب اور ولیمہ ....وغیرہ۔

اور یہ کتابچہ چند انتہائی اہم مسائل پر بھی مشتمل ہے:

مثلاً: '' زَواجِ عرفی '' کی شرعی حیثیت اور خطرناکی اور یہ جو مساجد میں اعلانِ نکاح مشہور ہو چکا ہے اس کی شرعی حیثیت اور اس کے علاوہ مزید اہم مسائل جن پر آپ دوران مطالعہ مطلع ہوں گے۔

اور آخر میں:

ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں لکھنے اور پڑھنے کے

ذریعے نفع پہنچائے اور اسے ہمارے حق میں حجت بنائے ہمارے خلاف دلیل نہ بنائے اور ہمیں وہ علم دے جو ہمارے لیے نفع مند ہو اور ہمیں اس علم کے ذریعے نفع دے جو اس نے ہمیں سکھایا ہے اور ہمیں علم میں اور زیادہ فرمائے، یقیناً یہی بہترین سوال اور اچھی امید کی چیز ہے۔

«...... وَ صَلَّی اللہ علی سیّدنا محمد و علی آلہ و صحبہ والحمد للہ رب العالمین ......»

مقدمة المترجم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

آدمی جس شعبۂ زندگی میں قدم رکھے اس کا علم حاصل کرنا آدمی پر فرض ہو جاتا ہے، مثلاً تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ شعبہ تجارت کے متعلق قرآن و سنت کا علم حاصل کرے تاکہ حلال کمائے اور حرام سے بچ جائے، اسی طرح مزدوری، صنعت اور دیگر شعبہ جات کا معاملہ ہے۔

نکاح بھی انسانی زندگی کا ایک اہم ترین شعبہ ہے جو نسل انسانی کی بقاء کے لیے ضروری ہے، آج عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ جس کا نکاح قریب ہو دن طے پا چکے ہوں وہ نکاح کے دن تک خرید و فروخت کی انتہاء کر دیتا اور فضول رواجوں اور ہندوانہ رسموں کی فکر میں دن رات ایک کر دیتا ہے اور نکاح کے متعلق قرآن و سنت کا علم حاصل نہیں کرتا اور اس کوتاہی و غفلت کے نتیجے میں بہت سارے جوڑے بڑے بھاری قسم کے نقصانات اٹھاتے ہیں۔

یہ اسی موضوع پر لکھی گئی مختصر سی کتاب آپ کے سامنے ہے جو فضیلۃ الشیخ ابوعبیدہ ولید بن محمد حفظہ اللہ کی کتاب "**هدية العروسين**" کا اردو ترجمہ ہے میری گذارش ہے کہ نکاح کرنے والے نکاح سے پہلے اس سے ضرور استفادہ کریں اور اسی طرح کسی نکاح کرنے والے کو بطورِ تحفہ و دعوت پیش کریں، ان شاء اللہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

اللہ تعالیٰ مصنف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین و متعلقین کو اجر جزیل عطا فرمائے اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ابو طلحہ عبد السمیع آثم بن ابی البرکات احمد

۱۶ ذوالحجہ ۱۴۲۳ ھ

نکاح کی تعریف اور اس کا حکم

سوال: نکاح کی لغوی اور شرعی تعریف کیا ہے؟

جواب: نکاح کا لغوی معنی ملانا اور جمع کرنا ہے اور شرعی اصطلاح میں اکثر علماء کے نزدیک نکاح کا معنی شادی کا عقد قائم کرنا ہے۔

سوال: کیا نکاح واجب ہے یا مستحب ......؟

جواب: جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اور نکاح کے بغیر بدکاری اور دینی ضرر سے ڈرتا ہو اس پر نکاح واجب ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ» [1]

''اے نوجوانوں کی جماعت جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جو استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھنا لازم پکڑ لے پس یقیناً روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔''

ثابت ہوا جو نکاح کے اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتا ، یا استطاعت تو رکھتا ہے لیکن بدکاری یا ضرر وغیرہ سے نہیں ڈرتا تو اس کے حق میں نکاح مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب النکاح ، رقم الحدیث:٥٠٦٥، صحیح المسلم ،کتاب النکاح، حدیث: ٣٣٩٨

سوال: کیا ترکِ نکاح ان عبادات میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے؟

جواب: کچھ لوگ اللہ کے اس طریقے سے بھٹک گئے ہیں جو اس نے اپنے بندوں میں جاری فرمایا ہے اور اسے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے اور انہیں اس کا پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔ پس انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ نکاح کرنا خواہشات اور لذتوں کی طرف مائل ہونا ہے اور نکاح انسان کو اس کے رب سے دور کر دیتا ہے، حالانکہ ایسے لوگ جاہل اور گمراہ ہیں اور ان میں صلیبیوں (عیسائیوں) کی مشابہت پائی جاتی ہے جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے یہ دیکھیے! انبیاء کرام اور رسولانِ عظام جو سب انسانوں سے بڑھ کر عبادت گذار اور اللہ سے ڈرنے والے اور متقی پرہیز گار ہوتے ہیں انہوں نے شادیاں کی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ...... ﴿٣٨﴾ ﴾ [الرعد:۳۸]

"اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول مبعوث فرمائے اور ہم نے انہیں بیویاں اور آل اولاد عطا فرمائی۔"

اور اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کو جب ان تین آدمیوں کی خبر دی گئی جنہوں نے نکاح چھوڑنے اور عبادت کے لیے دنیا سے منقطع ہونے کا ارادہ کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا إِنِّيْ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ

، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ » [1]

"خبر دار میں تم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی خاطر گناہ سے بچنے والا ہوں ، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں اور رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں ، پس جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا پس وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔"

اور اسی طرح قرآن مجید میں " عِبَادُ الرَّحْمٰنِ" کی یہ بات مذکور ہے:

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ ﴾ [الفرقان:۷٤]

"اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطاء فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔"

پس نکاح فطرت اور سنت ہے اور مقامِ عبادت کے منافی نہیں ہے۔

سوال: خصی ہونا کیا ہے اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: خصیتین کو نکال دینا خصی کرنا کہلاتا ہے، اور یہ شرعاً حرام ہے کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر غزوات میں جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس کوئی شے نہیں ہوتی تھی تو ہم نے عرض کیا:" کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ "تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب النکاح ، حدیث: ۳٤۰۳

[2] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث:٥٠٦٣، وصحیح المسلم، کتاب النکاح،حدیث: ۳٤۱۰

اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل (بے نکاح رہنے) کی اجازت نہیں دی تھی، اگر آپ ﷺ اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔'' ❶

عورت کا اپنا نفس کسی کو ہبہ کرنا

سوال: کیا عورت اپنا آپ کسی کو ہبہ کر سکتی ہے؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے، عورت کا اپنا آپ ہبہ کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا، اور اس کی دلیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿50﴾ ﴾

[الاحزاب: ۵۰]

''اور مؤمنہ عورت اگر اپنا نفس نبی ﷺ کو ہبہ کر دے، اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مؤمنوں کے علاوہ......''

اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: ''میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں......'' ❷

میں کہتا ہوں: ''حدیث میں اس بات کا جواز ملتا ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو کسی صالح آدمی کے لیے پیش کر سکتی ہے کہ وہ اس سے نکاح کر لے،

❶ صحیح البخاری، کتاب النکاح، و صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۴۰۵

❷ صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۲۱۲۶، و صحیح مسلم، کتاب النکاح، الحدیث: ۳۴۸۷

لیکن ہبہ نہیں کر سکتی۔

بیٹی یا بہن سے نکاح کی پیشکش کرنا

سوال: کیا آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صالح انسان کو اپنی بہن یا بیٹی کے نکاح کی پیش کش کرے؟

جواب: ہاں ایسا کرنا جائز ہے، نیک بزرگ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

﴿ اِنِّیٓ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ ﴾ [القصص:۲۷]

”میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک آپ کے نکاح میں دے دوں۔“

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی پیش کش کی تھی۔ ❶

محرماتِ ابدیہ

سوال: کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟

جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا تَنۡکِحُوۡا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّ مَقۡتًا وَّ سَآءَ سَبِیۡلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّہٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ وَ عَمّٰتُکُمۡ وَ خٰلٰتُکُمۡ وَ بَنٰتُ الۡاَخِ وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَ اُمَّہٰتُکُمُ الّٰتِیۡۤ اَرۡضَعۡنَکُمۡ وَ اَخَوٰتُکُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ وَ اُمَّہٰتُ نِسَآءِ

❶ صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۲۲

كُمْ وَ رَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِّسَاءِ كُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ، فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَ أَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿23﴾ [النساء: ۲۲، ۲۳]

''اور نہ نکاح کرو ان سے جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو پہلے گذر چکا یقیناً یہ کھلی بے حیائی اللہ کی ناراضگی کا سبب اور بہت بُرا راستہ ہے حرام کر دی گئی ہیں تمہارے اوپر تمہاری مائیں ، بیٹیاں ، بہنیں ، پھوپھیاں ، خالائیں ، بھتیجیاں ، بھانجیاں ، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری وہ ربیبہ [1] جو تمہاری پرورش میں ہیں جو تمہاری ان بیویوں سے ہیں جن کے ساتھ تم نے خلوت کی ہے پس اگر تم نے خلوت نہیں کی تو تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں ، اور یہ بھی (حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو ایک کے نکاح میں جمع کرو، مگر جو پہلے گذر چکا ، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

« يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ » [2]

''رضاعت (دودھ پینے) سے بھی وہ سارے رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں (یعنی جس طرح نسبی ماں ، بیٹی اور بہن

---

[1] ربیبہ اس بچی کو کہا جاتا ہے جو عورت پہلے شوہر سے ہو اور دوسرے شوہر کی پرورش میں آجائے)

[2] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۰۹۹، وصحیح مسلم، کتاب الرضاع، حدیث: ۳۵۶۹

وغیرہ حرام ہیں اسی طرح رضاعی ماں، بیٹی اور بہن بھی حرام ہیں)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا وَ لَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَ عَمَّتِهَا » [1]

''عورت اور اس کی خالہ اور عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک کے نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔''

اور ارشادِ باری ہے:

﴿ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ...... ﴾ [البقرہ:۲۲۱]

''اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

ہاں اہل کتاب کی عورت سے مسلمان آدمی کا نکاح کرنا جائز ہے۔[2] کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ...... ﴾ [المائدہ:۵]

''آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور ان لوگوں کا کھانا (ذبیحہ) بھی تمہارے لیے حلال ہے جنہیں (تم سے پہلے) کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور مؤمنہ پاکدامن عورتیں اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں بھی حلال ہیں۔''

اور ''محصنات'' کے لفظ کے متعلق اہلِ علم کا اختلاف ہے: ''بعض کے

[1] صحيح البخاری، كتاب النكاح، حديث: ۵۱۰۹، وصحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ۳۴۳۶،

[2] امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔[مجموع الفتاوی: ۳۵/۲۱۳]

نزدیک اس سے پاکدامن عورتیں مراد ہیں اور بعض کے نزدیک آزاد عورتیں (یعنی لونڈیاں نہ ہوں)، لیکن پہلا موقف ہی راجح اور بہتر ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّتِيٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ﴾ [سورة الانبياء:۹۱]

"اور وہ جس نے اپنی شرمگاہ کو زنا سے بچا لیا۔"

سوال: کیا چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ بیک وقت نکاح جائز ہے؟

جواب: اہل السنہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں اور اس مسئلے میں جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے ان کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔

متعہ کا حکم

سوال: نکاح متعہ کیا ہے اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نکاح متعہ یہ ہے کہ آدمی کسی عورت سے کچھ مال و منال کے عوض محدود مدت کے لیے نکاح کرے، پس جب وہ مدت ختم ہو جائے تو دونوں طلاق اور وراثت کے بغیر جدا ہو جائیں۔

اور نکاح متعہ کا حکم یہ ہے کہ وہ قطعاً حرام ہے ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر اس کے جواز کو منسوخ کر دیا گیا اور دائمی طور پر اسے حرام کر دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: "نبی ﷺ نے خیبر والے سال نکاح متعہ اور گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔" [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث:٥١١٥، صحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٤٣٥

نکاح شغار کا حکم

سوال: نکاحِ شغار کیا ہے اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نکاحِ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو اپنی بیٹی کا رشتہ اس شرط پر دے کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ اسے دے اور حق مہر کوئی نہ ہو۔

(نوٹ: حق مہر ہونے کی شکل میں بھی نکاح شغار ہی کہلاتا ہے اور نکاح شغار وہی ہے جسے ہم اپنے عرف میں بٹے سٹے کا نکاح کہتے ہیں)

اور نکاح شغار کا حکم یہ ہے کہ یہ نکاح حرام ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاحِ شغار سے منع فرمادیا ہے۔ [1]

سوال: باکرہ (کنواری) عورت سے نکاح کرنا افضل ہے یا ثیبہ (مطلقہ یا بیوہ) عورت سے نکاح کرنا؟

جواب: افضل تو یہی ہے کہ نکاح باکرہ عورت سے کیا جائے، ہاں اگر ثیبہ سے نکاح کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو پھر ثیبہ سے ہی نکاح کرنا بہتر ہے اور اس کی دلیل جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

«تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ»

"جابر! شادی کر لی ہے؟"

تو میں نے عرض کیا: "ہاں جی۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث:٥١١٢، وصحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث:٣٤٦٥

((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا))

"باکرہ سے یا ثیبہ سے؟"

تو میں نے عرض کیا: "ثیبہ سے۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وتُضَاحِكُكَ)) [1]

"باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی؟ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس کے ساتھ ہنستا مسکراتا اور وہ تیرے ساتھ ہنستی مسکراتی ......"

منگنی کے احکام

سوال: کیا آدمی منگیتر (جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو) کو دیکھ سکتا ہے، اور کتنا دیکھ سکتا ہے۔

جواب: ہاں! آدمی اپنی منگیتر کو دیکھ سکتا ہے کیونکہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ اپنا نفس آپ کو ہبہ کردوں، تو رسول اللہ ﷺ نے سر سے پاؤں تک ایک نظر اسے دیکھا......" [2]

اور نظر ڈالنے کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے: "جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ ہاتھ اور چہرہ دیکھ سکتا ہے۔"

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النفقات، حدیث: ٥٧٦٧، وصحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٦٣٨

[2] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ٥١٢٦، وصحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤٨٧

بعض علماء کے نزدیک گردن ، بال اور پنڈلیاں بھی دیکھ سکتا ہے اس کے علاوہ اقوال ہیں۔

میں کہتا ہوں دوسرا قول درستگی کے زیادہ قریب ہے (ویسے حدیث پر غور کیا جائے تو چہرے اور ہاتھ پاؤں کی بات ہی زیادہ سمجھ میں آتی ہے نیز ہمارے معاشرے میں اس سلسلے میں دوطرفہ مبالغہ ہے ایک طرف کچھ لوگ تو دیکھنے ہی نہیں دیتے اور دوسری طرف بعض برادریوں میں نکاح سے پہلے منگیتر کے ساتھ کھلی گپ شپ اور میل ملاقات کا رواج ہے اور یہ دونوں انداز غلط ہیں)

سوال: کیا منگیتر کو بار بار دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب: جب منگیتر کو دیکھنے کا مقصد اچھا ہو تو بار بار دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ، کیونکہ بسا اوقات ایک نظر سے مقصد حاصل نہیں ہوتا (یہ مصنف کی اپنی رائے ہے، قرآن وسنت میں بار بار دیکھنے کی دلیل موجود نہیں)

سوال: کیا منگیتر کے ساتھ خلوت میں ملاقات جائز ہے؟

سوال: منگیتر کے ساتھ خلوت میں ملاقات حرام ہے۔

کیونکہ نبی ﷺ نے غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت سے منع فرمایا ہے اور منگیتر نکاح سے پہلے اجنبی عورت کی حیثیت رکھتی ہے اور شریعت نے صرف نظر ڈالنے کی اجازت دی ہے اور آج کل ہمارے معاشرے میں منگیتر کے ساتھ میل جول ،سفر، گپ شپ اور خلوت کا جو رواج پایا جاتا ہے یہ سراسر خلافِ شرع ہے اور یہ کہنا کہ یہ ضروری ہو گیا ہے تاکہ دونوں ایک دوسرے کو اچھی

طرح جان لیں ، یہ درست نہیں ، کیونکہ یہ میل جول تعارف کا ذریعہ نہیں بلکہ خطرناک اور مہلک گناہوں میں واقع ہونے کا ذریعہ ہے ویسے بھی دوران منگنی دونوں تکلف والی روش اختیار کرتے ہیں جس سے اصل طبیعت معلوم ہی نہیں ہوتی ، نکاح کے بعد ہی اصل طبیعت معلوم ہوتی ہے اور میل ملاقات کی بجائے عزیز و اقارب کے ذریعے اصل طبیعت معلوم کرنا آسان اور ممکن ہے۔

سوال: کیا منگنی کے بعد نکاح دونوں فریقوں کے لیے واجب اور لازم ہے؟

جواب: نہیں ! منگنی تو نکاح کا وعدہ ہے اور اسے پورا کرنا جمہور علماء کے نزدیک واجب نہیں ۔ ہاں مستحب اور افضل ہے اور وہ بھی اس وقت جب کوئی مانع موجود نہ ہو اسی لیے شریعت نے اس وعدے کی خلاف ورزی کی کوئی مالی یا بدنی سزا مقرر نہیں کی۔

(لیکن آج ہمارے معاشرے میں منگنی کا ٹوٹنا بہت خطرناک حد تک بُرا سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کی بناء پر پوری پوری زندگی بائیکاٹ کرلیا جاتا ہے، جوکہ شرعاً درست نہیں)

سوال: منگنی پر منگنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ » [1]

”کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔“

---

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث: ٥١٤٤، صحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٤٥٩

نکاح میں برابری

سوال: نکاح میں کفاءت کیا ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں اور معتبر کونسی ہے؟

جواب: کفاءت کا مطلب برابری ہے اور اس کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱ ...... دین میں برابری:

اور تمام علماء کے نزدیک یہی معتبر ہے، پس مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور نہ ہی یہ درست ہے کہ پاکدامن عورت کا فاجر آدمی کے ساتھ نکاح کیا جائے ،اور اس سلسلے میں کتاب و سنت میں بہت سارے دلائل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ...... ﴾ [البقرہ:۲۲۱]

''اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ ﴾ [النور:۲٦]

''پلید عورتیں پلید مردوں کے لیے اور پلید مرد پلید عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا ، وَلِحَسَبِهَا ، وَلِجَمَالِهَا ، وَلِدِيْنِهَا ، فَاظْفَرْ

بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ » ❶

" عورت سے چار چیزوں کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے ،مال ، حسب و نسب،خوبصورتی اور دین کی بناء پر پس تو دین والی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جا۔تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

ہاں یہ روایت:" کہ جب تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں جن کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو انہیں رشتہ دے دو ، ورنہ زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔" یہ ضعیف ہے اس کی کوئی سند بھی صحیح ثابت نہیں۔

۲ ......نسب میں برابری:

جمہور علماء اس کے معتبر ہونے کے قائل ہیں ،لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ معتبر نہیں کیونکہ اس کے معتبر ہونے میں ایک صحیح حدیث بھی موجود نہیں ، بلکہ احادیث صحیحہ اس کے برعکس ثابت ہیں۔

ان میں سے ایک روایت صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما (جو کہ آزاد کردہ غلام تھے) کا نکاح فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کیا (جبکہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا قریشیہ تھیں) ❷

۳ ......مال میں برابری:

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ بھی معتبر ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ معتبر نہیں اور اس کے معتبر نہ ہونے کی دلیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث:٥٠٩٠، وصحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث:٣٦٣٥

❷ صحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث:٣٦٩٧

﴿ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَاۗىِٕكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [النور:۳۲]

"اور نکاح کراؤ بے بیاہوں کا تم میں سے اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کردے گا اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔"

اور دوسری دلیل حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں موجود ہے جس میں وضاحت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت قرآن سکھلانے کے عوض ایک شخص کے نکاح میں دے دی (یعنی اس شخص کو جتنا قرآن یاد تھا وہ عورت کو سکھلا دیا یہی حق مہر مقرر کیا گیا) اور اس شخص کی ملکیت میں اس کی تہبند کے سوا کچھ نہیں تھا...... [1] اور اس کے علاوہ اور دلائل بھی موجود ہیں۔

[۴] ...... حسن و جمال میں برابری:

یہ بھی معتبر نہیں اور اس کے غیر معتبر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ: "فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا والی گذشتہ حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو پسند نہ کیا (کیونکہ وہ انتہائی سیاہ رنگ کے تھے اور ویسے بھی مولیٰ تھے) لیکن اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے کی نصیحت فرمائی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح میں حسن و جمال کی برابری معتبر نہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۲۶، صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۴۸۷

یوں برابری کی اور بھی کئی قسمیں ہیں جو کہ غیر معتبر ہیں۔

حق مہر کے احکام

سوال: حق مہر کیا ہے؟ اس کا حکم کیا ہے؟ اور وہ کسے دیا جائے؟

جواب: حق مہر بیوی کا حق ہے اور وہ فرض ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ آتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ﴾[النساء: ٤]

''اور عورتوں کو ان کے حق مہر راضی خوشی ادا کرو۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَآتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ﴾

[النساء:٢٤]

''پس جن عورتوں سے بھی تم فائدہ اٹھاؤ تو انہیں ان کے حق مہر دو یہ فرض ہے۔''

رہی یہ بات کہ حق مہر کس کو دیا جائے تو حق مہر بیوی کا حق ہے بیوی کو ہی ادا کیا جائے ، ولیوں کے لیے اس میں کوئی حق نہیں ، ہاں اگر عورت وصول کر کے خود خوشی سے ولی کو دے تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا شادی کے بعد حق مہر مؤخر کرنا جائز ہے؟

جواب: ہاں! حق مہر مؤخر کرنا جائز ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً ﴾ [البقرہ:٢٣٧]

''اور اگر تم عورتوں کو طلاق دو انہیں چھونے سے پہلے اور تم نے ان کے لیے حق مہر مقرر کیا ہو......''

اس آیت میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ اگر عقد نکاح کر لیا ہو اور حق مہر بھی مقرر

کر لیا ہو اور ابھی ادا نہ کیا ہو اور عورت کو چھوا بھی نہ ہو اور اس حالت میں طلاق دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، تو اس سے ثابت ہوا کہ حق مہر کو مؤخر کرنا جائز ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک عورت قرآن مجید کی چند سورتیں سکھانے کے عوض ایک شخص کے نکاح میں دے دی تھی (یعنی حق مہر یہ مقرر کیا تھا کہ وہ اسے قرآن مجید کی وہ سورتیں سکھلائے جو اسے آتی ہیں) [1]

اب ظاہر ہے کہ اس نے بھی نکاح کے بعد ہی سورتیں سکھلا کر یہ حق مہر پورا کرنا تھا۔

لیکن حق مہر جلدی دینا اور مؤخر نہ کرنا بہتر اور افضل ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا آتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ﴾

[الممتحنة: ١٠]

"اور تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کرو جب انہیں ان کے حق مہر ادا کردو۔" (اس آیت میں فوراً حق مہر دینے کی ترغیب ہے)

اور نبی ﷺ نے جس شخص کو فرمایا تھا کہ میں نے جو سورتیں تجھے یاد ہیں وہ سورتیں اسے سکھلانے کے عوض یہ عورت تیرے نکاح میں دی، آپ ﷺ نے اس شخص کو پہلے یہی حکم دیا تھا کہ جاؤ لوہے کی کوئی انگوٹھی ہی ڈھونڈ لاؤ۔

سوال: کیا حق مہر کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار مقرر ہے؟

جواب: حق مہر کی حد مقرر نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں بہت بڑا خزانہ حق مہر میں

[1] صحيح البخاری، کتاب النکاح، حديث: ٢١٢٦

دینے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

صحیح بات یہی ہے کہ حق مہر مرد کی استطاعت کے مطابق ہونا چاہئے کیونکہ حدیث میں لوہے کی انگوٹھی کا تذکرہ بھی موجود ہے۔بعض ممالک میں لڑکی والوں کی طرف سے بہت زیادہ حق مہر کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہاں مردوں کے لیے نکاح مشکل ہوگیا ہے اور نکاح کے مشکل ہونے کی بناء پہ بے حیائی و بدکاری کا دروازہ کھل گیا ہے۔ (آج کل لوگوں نے جو حق مہر کی مقدار مقرر کی ہے اسے شرعی حق مہر کا نام دیا ہے وہ شریعت اسلامیہ سے ثابت نہیں،شرعی حق مہر وہی ہے جو طاقت کے مطابق ہو)

سوال: کیا حق مہر مال کی شکل میں ہونا ضروری ہے؟

جواب: حق مہر میں یہ شرط نہیں کہ وہ مال ہی ہو اور اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد (جو پیچھے گذر چکا ہے)

«زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ»

''میں نے یہ عورت تیرے نکاح میں دی اس حق مہر کے عوض کہ تجھے قرآن میں سے جتنا آتا ہے اسے سکھلا دے۔''

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو حق مہر قرار دیا۔ [1]

اور مدین کے نیک بزرگ نے اپنی بیٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں دے دی اور حق مہر یہ مقرر فرمایا کہ آٹھ سال میری خدمت میں رہو۔ ارشادِ

[1] صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث:٥٠٨٦، وصحيح مسلم، كتاب النكاح،:٣٤٩٨

باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنِّـیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ﴾ [القصص:۲۷]

''میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک آپ کے نکاح میں دے دوں اس مہر پہ کہ آپ آٹھ سال میرا کام کاج کریں۔''

ولی کی شرعی حیثیت

سوال: کیا عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہے؟

جواب: ہاں عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت ضروری ہے اور عورت کیلیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ ولی کے بغیر خود نکاح کر لے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ»

''ولی کے بغیر نکاح نہیں۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ ...... ﴾ [سورۃ البقرۃ:۲۳۲]

'' پس انہیں نہ روکو......''

یہ آیت ولی کے اختیار میں بالکل واضح اور صریح ہے ورنہ ولی کے روکنے کا کوئی مطلب ہی نہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا ...... ﴾ [البقرۃ:۲۲۱]

''اور اپنی عورتوں کو مشرکوں کے نکاح میں نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ ...... ﴾ [النور:۳۲]

''اور تم میں سے جو بے بیاہی عورتیں ہیں ان کے نکاح کراؤ۔''

پس یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے خواہ عورت کنواری ہو یا بیوہ مطلقہ وغیرہ ہو۔

سوال: کیا کافر ولی ہوسکتا ہے؟

جواب: کافر مؤمنہ عورت کا ولی نہیں ہوسکتا، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾ [التوبة:۷۱]

''اور مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔''

گواہوں کی شرعی حیثیت

سوال: کیا گواہ عقدِ نکاح کی صحت کے لیے شرط ہیں۔

جواب: صحابہ و تابعین اور تمام اہل علم اس موقف پر قائم ہیں کہ دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔ یوں اس سلسلے میں وارد ہونے والی روایات ضعیف ہیں (یہ مصنف کی تحقیق ہے ورنہ بعض روایات حسن کا درجہ رکھتی ہیں)

سوال: کیا عورت کے ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر دے۔

جواب: عورت کے ولی کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کی اجازت کے بغیر نکاح کر دے بلکہ اجازت لینا ضروری ہے خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُنْكَحِ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ» ❶

''ثیبہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے مشورہ لیا جائے اور باکرہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے۔''

لوگوں نے عرض کیا: باکرہ سے اجازت کس طرح لی جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْ تَسْكُتَ»

''باکرہ کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔''

اور باکرہ کی اجازت خاموشی اس لیے ہے کہ باکرہ میں شرم و حیاء انتہائی زیادہ ہوتی ہے۔

لیکن ثیبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ بول کر صراحۃً اجازت دے۔

نیز بعض علماء نے چھوٹی باکرہ اور بڑی باکرہ کے درمیان فرق کیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ فرق نہیں، کیونکہ حدیث عام ہے۔

سوال: اگر ولی زبردستی نکاح کردے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس شکل میں نکاح مردود ہوگا، کیونکہ حدیث میں ہے کہ خنساء رضی اللہ عنہا بنت خدام انصاریہ (جو ثیبہ تھیں) کا نکاح ان کے باپ نے زبردستی کردیا، اس نے یہ ناپسند کیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے اس کا نکاح ردّ کردیا۔ ❷

---

❶ صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث: ٥١٣٦ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٤٧٣

❷ صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث: ٥١٣٨

سوال: کیا ایسی چھوٹی لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے جسے ابھی تک حیض نہیں آیا؟

جواب: ہاں! ایسی چھوٹی لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے جسے ابھی حیض نہ آیا ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالّٰٓـئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ۝۴ ﴾ [الطلاق:٤]

''اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تم شک کرتے ہو تو ان کی عدت ۳ ماہ ہے اور اسی طرح وہ عورتیں جنہیں ابھی حیض نہیں آیا (ان کی عدت بھی ۳ ماہ ہے۔)''

اب اس آیت مبارکہ میں ان عورتوں کی عدت بیان کی گئی ہے جنہیں حیض آنا بند ہو چکا ہے یا ابھی تک حیض آیا ہی نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایسی عورت کا نکاح جائز ہے۔ جسے ابھی حیض آیا ہی نہیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ٦ برس تھی اور پھر رخصتی ہوئی جب عمر ۹ برس تھی۔ ❶

سوال: کیا شروطِ نکاح کو پورا کرنا واجب ہے؟

جواب: ہاں شروطِ نکاح کو پورا کرنا واجب ہے: کیونکہ بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ » ❷

---

❶ صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، حديث: ٣٨٩٤

❷ صحيح البخاری، كتاب الشروط، حديث: ٢٧٢١، صحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٤٧٢

"سب سے زیادہ پورا کرنے کا حق رکھنے والی وہ شروط ہیں جن کے ساتھ تم شرم گاہ کو حلال کرتے ہو۔"

لیکن یاد رہے کہ جن شرطوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ وہ جو تقاضائے نکاح کے منافی نہ ہوں جو شرطیں تقاضائے نکاح کے منافی ہوں انہیں پورا کرنا ضروری نہیں کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَيُّمَا شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَلَوْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ» [1]

جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے خواہ (۱۰۰) شرطیں ہوں۔"

نکاح کے موقع پر دف بجانا

سوال: کیا نکاح کے موقع پہ دف بجانا اور گیت گانا جائز ہے؟

جواب: اگر گیت مباح ہوں (یعنی گیت پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں اور گیتوں میں بھی غیر اخلاقی بات وغیرہ نہ ہو) تو شادی کے موقع پر گیت اور دف جائز ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک کا انصار کے ایک آدمی کے ساتھ نکاح کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ» [2]

"اے عائشہ! تمہارے پاس کوئی گیت وغیرہ نہیں، پس انصار کو گیت پسند ہیں۔"

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الشروط، حديث:۲۷۲۹

[2] صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث:۵۱۶۲

مساجد میں نکاح

سوال: کیا مساجد میں اعلانِ نکاح سنت ہے۔

جواب: مسجد میں نکاح پر ہمیشگی کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

اور بخاری و مسلم میں جو اس عورت کا واقعہ مذکور ہے جس نے اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کیا تھا، آپ ﷺ نے وہ عورت مسجد میں ہی ایک شخص کے نکاح میں دے دی تھی، یہ اتفاقاً ہوا ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ایسا نہیں کیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد ہے جنہوں نے نکاح کیا، رہی یہ حدیث:

« اَعْلِنُوا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ وَاجْعَلُوهُ فِي مَسَاجِدِكُمْ » [1]

"نکاح علی الاعلان کرو، اور نکاح کے موقع پر دف بجاؤ اور مسجدوں میں نکاح کرو۔"

یہ حدیث ضعیف ہے (یہ مصنف کی رائے ہے، ورنہ جب رسول اللہ ﷺ سے مسجد میں نکاح کرنا متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے تو پھر اسے بہتر کیوں نہ کہا جائے اور آج بگڑے ہوئے معاشرے میں مسجد میں نکاح کرنے سے بہت ساری خرافات و واہیات سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور مصنف کی عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے صرف اس انداز کو غلط قرار دیا ہے کہ آدمی مسجد میں نکاح کو واجب اور ضروری سمجھ لے، اسی لیے انہوں نے ہمیشگی کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

---

[1] مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، حدیث: ۳۱۵۲

شادی کرنے والے کو کیا دعا دے

سوال: شادی کرنے والے کو دعا دینے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: شادی کرنے والے کو برکت کی دعا دینی چاہیے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اوپر زردی کا نشان دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا هٰذَا ؟ »

"یہ کیا؟"

تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "میں نے شادی کر لی ہے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ » [1]

"اللہ تعالیٰ آپ کے لیے برکت ڈالے۔"

اور دوسری حدیث جس میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

« بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَ بَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ » [2]

"اللہ آپ کے لیے برکت کرے، اور آپ پر برکت ڈالے اور تم دونوں کو خیر میں جمع کرے۔"

اس روایت میں ضعف ہے۔ (یہ مصنف کی تحقیق ہے، ورنہ صحیح بات یہ ہے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۵۵، و صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۴۹۰

[2] صحیح الترمذی: ۱/ ۳۱۶

کہ یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی اور دیگر محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس لیے دونوں دعائیں مسنون ہیں)

شبِ زفاف کے آداب

سوال: شب زفاف کے وقت جب شوہر اپنی بیوی کے پاس داخل ہو تو کیا کہے۔ اور شبِ زفاف کے شرعی آداب کیا ہیں؟

جواب: ① شوہر کے لیے مستحب ہے کہ جب اپنی بیوی پر داخل ہو تو اس کے ساتھ بڑی نرم اور پیار محبت والی گفتگو کرے اور کوئی کھانے پینے والی شے یا کوئی اور چیز بطور تحفہ پیش کرے۔

② شوہر کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ بیوی کے سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھے اور برکت کی دعا ان الفاظ میں پڑھے:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَ خَیْرِ مَاجَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ » [1]

"یا اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی خیر جس پر تو نے اسے پیدا فرمایا ہے اور میں اسکے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اسے پیدا فرمایا ہے۔"

③ بعض لوگ شبِ زفاف کو دو رکعتیں پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

④ شوہر کو چاہیے کہ مجامعت کے وقت یہ دعا پڑھے:

[1] سنن ابی داؤد، ۲ / ۲٤٨

«بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا» [1]

"اللہ کے نام سے، یا اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو تو ہمیں (اولاد) دے اسے بھی شیطان سے بچا۔"

⑤ میاں بیوی اپنے سارے کپڑے اتار سکتے ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کا سارا بدن دیکھ سکتے ہیں، شرمگاہ کو دیکھنے سے منع والی کوئی حدیث نہیں۔

⑥ جب آدمی اپنی بیوی سے ایک دفعہ ہمبستری (مباشرت) کرلے اور پھر دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو درمیان میں وضوء کرنا بہتر ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا» [2]

"جب تم میں سے کوئی ایک اپنی بیوی سے مباشرت کرلے پھر دوبارہ مباشرت کا ارادہ کرے تو درمیان میں وضوء کرلے۔"

⑦ میاں بیوی ایک جگہ اکٹھے غسل بھی کر سکتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: "میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے پانی لے کے اکٹھے غسل کر لیتے تھے اور وہ برتن میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوتا تھا۔ [3]

سوال: میاں بیوی پر غسل کب واجب ہوتا ہے؟

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الوضوء حديث ١٤١

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، حديث: ٧٠٧

[3] صحيح البخاري كتاب الغسل، حديث: ٢٦١، وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، حديث: ٧٣١

جواب: جب شرمگاہ سے شرمگاہ مل جائے تو انزال کے بغیر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ» [1]

"جب آدمی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور شرمگاہ سے شرمگاہ چھو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔"

اور اس مسئلے کے اور بھی بہت سارے دلائل موجود ہیں۔

سوال: کیا مجامعت اور ہم بستری کے راز فاش کرنا جائز ہے؟

جواب: میاں بیوی کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ آپس کی مجامعت کے راز لوگوں کو بتائیں، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَ تُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا» [2]

"یقیناً قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب لوگوں سے بڑھ کر مرتبے میں برا وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے (اور دونوں آپس میں مجامعت کرتے ہیں) پھر وہ اس کے راز فاش کرتا ہے۔"

حائضہ سے مباشرت اور عورت سے دُبر میں جماع

سوال: حائضہ سے مجامعت کا کیا حکم ہے، نیز کیا عورت سے دُبر میں مجامعت جائز ہے؟

جواب: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، حدیث: ۷۸۳

[2] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، حدیث: ۷۸۵

﴿ وَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿222﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ...... ﴿223﴾ ﴾

[البقرة:۲: ۲۲۲، ۲۲۳]

”اور لوگ آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو! وہ گندگی ہے پس حیض کے درمیان عورتوں سے الگ رہو (مجامعت نہ کرو) اور ان کے قریب (بغرض جماع) نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں (یعنی غسل کرلیں) تو ان کے پاس آؤ (یعنی مباشرت کرو) جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور بہت صاف ستھرا رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، پس تم اپنی کھیتی میں آؤ جہاں سے تم چاہو۔“

علامہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں حیض کو گندگی قرار دیا ہے تو جب حیض گندگی ہے تو پھر حکمت یہی ہے کہ صرف گندگی کی جگہ سے منع کیا جائے، اسی لیے ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضَ ﴾ کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ حیض کی جگہ میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔ یعنی دوران حیض مجامعت اور مباشرت نہ کرو تو دوران حیض عورت سے مباشرت کی حرمت پر تمام علماء کا اجماع ہے۔

ہاں دوران حیض میاں بیوی بوس و کنار کر سکتے ہیں اور جسم سے جسم ملا سکتے ہیں جبکہ عورت نے تہمند باندھا ہو۔

اور جب تک عورت حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل نہ کرے اس وقت تک مجامعت جائز نہیں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ﴿ حَتّٰـى يَطْهُرْنَ ﴾ (یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائیں)اور ﴿ فَـإِذَا تَتَطَهَّرْنَ ﴾(پھر جب غسل کرلیں) دو شرطیں مقرر فرمائی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ حیض سے پاک ہونے اور غسل کر لینے کے بعد صرف وہاں مجامعت جائز ہے جہاں مباشرت کرنا اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے۔

اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح کھیتی میں بیج ڈال کر پیداوار حاصل کی جاتی ہے اس طرح عورت کے رحم میں جوہرِ حیات ڈال کر اولاد حاصل کی جاتی ہے۔لہٰذا آدمی کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے مباشرت کرے لیکن اس بات کو ملحوظ رکھے کہ صرف اولاد حاصل کرنے والی جگہ کو استعمال کرنا ہے، پاخانہ والی جگہ (دُبر) کو استعمال نہیں کرنا۔

لہٰذا اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ عورت سے دُبر میں مباشرت کرنا (دخول کرنا) حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف پیداوار والی جگہ استعمال کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے علاوہ بہت ساری احادیث مبارکہ میں بھی عورت سے دُبر میں مجامعت کی حرمت مذکور ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی ہے۔

مستحاضہ سے مباشرت کا حکم

سوال: کیا مستحاضہ عورت سے مباشرت کرنا جائز ہے؟

جواب: سب سے پہلے مستحاضہ کی وضاحت ضروری ہے: ''مستحاضہ وہ عورت ہے جسے حیض کے علاوہ خون جاری رہتا ہے یہ ایک بیماری ہے ایسی عورت سے مباشرت جائز ہے کیونکہ حیض اور استحاضہ کے احکامات مختلف ہیں اسی لیے مستحاضہ عورت نماز بھی پڑھے گی روزہ بھی رکھے گی اور اس کا شوہر اس سے مباشرت بھی کرے گا، کیونکہ اسے آنے والا خون خونِ حیض نہیں ہے۔

سوال: کیا آدمی کے لیے بیوی سے مجامعت کرنے میں اجر وثواب بھی ہے؟

جواب: ہاں! آدمی کیلیے بیوی سے مباشرت کرنے میں اجر و ثواب بھی ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَ فِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ»

''تم میں سے کسی کے عضوِ مخصوص میں بھی صدقہ ہے۔''

لوگوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! کیا کوئی شہوت پوری کرتا ہے اور اس کے لیے اس میں اجر ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَرَأَيْتُمْ إِنْ وَّضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ» [1]

''بتاؤ اگر وہ حرام ذریعے سے خواہش پوری کرتا تو اسے گناہ کا بوجھ نہیں پڑتا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، حدیث: ۲۳۲۹

تھا؟ تو اب وہ حلال ذریعے سے خواہش پوری کر رہا ہے تو اسے ثواب کیوں نہ ملے۔"

سوال: عورت کا مرد کے بستر پر آنے سے انکار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: عورت کا مرد کے بستر پر آنے سے انکار کرنا شرعاً حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ» ❶

"جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔"

عزل کی شرعی حیثیت

سوال: عزل کیا ہے، اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: عزل یہ ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو جب انزال ہونے لگے تو فوراً پیچھے ہٹ جائے اور انزال باہر کرے۔

عزل کا شرعی حکم یہ ہے کہ عورت اگر موافقت کرے تو عزل جائز ہے۔ لیکن افضل اور بہتر یہی ہے کہ عزل نہ کیا جائے، اور جواز کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن اتر رہا تھا۔" ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۹۳ و صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۵۴۱

❷ صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۲۰۸، وصحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۵۵۹

(حقیقت یہ ہے کہ عزل کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مذکورہ روایت ان کے اپنے علم کی بناء پر ان کا اپنا قول ہے جبکہ اس کے مقابلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَ هِيَ كَائِنَةٌ» [1]

''تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں کہ تم عزل نہ کرو، جو جان بھی قیامت کے دن تک آنے والی ہے وہ آ کر ہی رہے گی۔''

اب اس حدیث میں واضح ہے کہ عزل کرنے میں حرج اور گناہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ایک تو یہ فرمایا: ''کہ عزل نہ کرنے میں حرج نہیں۔'' اور دوسرا یہ فرمایا کہ: ''اس کا فائدہ کوئی نہیں جس نے آنا ہے آ کر ہی رہنا ہے۔''

اور صحیح مسلم میں جذامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«ذَالِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ» [2]

''یہ تو خفیہ طور پر زندہ درگور کرنا ہے۔''

اس حدیث میں واضح طور پہ ثابت ہوا کہ عزل جائز نہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ منصوبہ بندی کا کوئی طریقہ بھی شرعاً جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور آدمی کسی بھی طریقے پر عمل کر کے پیدائش روک نہیں سکتا اور آج اس کے بہت سارے شواہد

---

[1] صحیح البخاری، کتاب العتق، حدیث: ۲۵۴۲

[2] صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۵٦۵

موجود ہیں اس لیے منصوبہ بندی کے طریقے اختیار کر کے آدمی صرف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے نتیجہ صفر ہے۔)

ولیمہ اور اس کے احکام

سوال: ولیمہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ولیمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو جو حکم دیا ہے:

«أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» ❶

''ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی پکا لو۔''

وہ حکم استحبابی ہے (یہ مصنف کی اپنی رائے ہے، ورنہ حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے جب تک کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو، اور قرینہ موجود نہیں لہٰذا ولیمہ کرنا واجب اور ضروری ہے)

ولیمے کے متعلق چند باتیں ملحوظ رکھیں۔

① ولیمہ حسبِ استطاعت ہونا چاہیے۔

② ولیمہ میں گوشت ضروری نہیں، بلکہ گوشت کے بغیر ستو، کھجور یا کسی بھی کھانے پینے والی چیز کے ساتھ ولیمہ ہو سکتا ہے۔

③ دعوتِ ولیمہ اگر عین وقت پہ دی جائے تب بھی قبول کرنی چاہیے۔

سوال: ولیمہ کا وقت کیا ہے؟

---

❶ صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ٥١٥٥، وصحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤٩٠

جواب: ولیمہ میاں بیوی کے باہمی ملاپ کے بعد ہونا چاہیے، کیونکہ نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو شبِ زفاف کے بعد ولیمہ کرنے کا حکم دیا تھا، اور کیونکہ نبی ﷺ نے جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو خلوت اختیار کرنے کے بعد ولیمہ کیا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دی۔ ہاں! یہ جائز ہے کہ ادھر میاں بیوی خلوت اختیار کرلیں اور ادھر کھانا شروع کروا دے۔

سوال: کیا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے؟

جواب: ہاں دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا» [1]

''جب تم میں سے کسی ایک کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرے۔''

لیکن یاد رہے، کہ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا اس وقت واجب ہے جب شرعی عذر نہ ہو اگر شرعی عذر ہو تو دعوتِ ولیمہ کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

(خصوصاً جب دعوتِ ولیمہ کے خلاف شرع کام ہوں تو اس وقت تو دعوت قبول نہ کرنا ضروری ہے۔ جس طرح آج کل مووی، کھڑے ہو کر کھانا وغیرہ عام ہو چکا ہے)

نکاح عرفی کا حکم

سوال: نکاح عرفی کیا ہے اور اس کا شرعی حکم اور نقصانات بیان کریں؟

جواب: نکاح عرفی عقدِ نکاح کے بغیر شادی کرنے کو کہتے ہیں، یا عقدِ نکاح تو ہوتا ہے لیکن بعض شروط نہیں ہوتی، یعنی ولی، گواہ یا اعلان نکاح نہیں

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۷۳، وصحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ۳۵۰۹

ھوتا۔ یہ نکاح عرفی بعض علاقوں میں رائج ہے۔

اس سے نکاح کا حکم یہ ہے کہ یہ تمام علماء کے نزدیک حرام اور باطل ہے اس قسم کے نکاح کے ساتھ میاں بیوی ملاپ نہیں کر سکتے، اگر کریں گے تو نافرمان ثابت ہوں گے اور انہیں سزا دی جائے گی اور علیحدہ کر دیا جائے گا۔

اور اس نکاح کا نقصان سب سے پہلے تو یہ ہے کہ یہ بہت بڑا گناہ اور بغاوتِ شریعت ہے دوسرا اس نکاح میں زوجین میں سے کوئی ایک اولاد سے انکاری ہو جاتا ہے اور زوجہ کو غالباً ضرر اور نقصان زیادہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ وراثت ضائع، حق مہر ضائع اور عدت کا خرچہ بھی ضائع، اور خصوصاً بچے پیدا ہو جانے کی شکل میں جب شوہر انکاری ہو جائے، ایسی شکل میں عورت دو جہنموں (دنیاوی و اخروی) میں واقع ہو جاتی ہے۔

سوال: عقدِ نکاح کن الفاظ سے منعقد ہوتا ہے؟

جواب: بعض علماء کے نزدیک نکاح کا انعقاد لفظِ نکاح یا لفظِ تزویج کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

لیکن راجح بات یہ ہے کہ لفظ نکاح یا لفظ تزویج کے علاوہ ہر اس لفظ سے بھی عقدِ نکاح ہو سکتا ہے جو نکاح اور ایجاب و قبول پر دلالت کرتا ہے۔

سوال: بیوی کے وہ حقوق بیان کریں جو شوہر کے ذمہ ہیں؟

جواب: ① خرچہ اور کپڑے، کھانا اور رہائش، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَ لَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ» [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث: ۲۹۵۰

''اور ان کے لیے تمہارے ذمے ان کا نان و نفقہ اور کپڑا ہے ۔ معروف طریقے سے (یعنی شوہر کی استطاعت کے مطابق یہ سب کچھ کرنا ہے)''

② اچھے طریقے سے مل کر زندگی گذارنا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ ﴾ [النساء:۱۹]

''اور ان کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

یعنی ان کے ساتھ اچھی گفتگو کرو، اپنے افعال و ہیئت بہتر بناؤ، ان کی تکریم کرو، ان کے ساتھ نرمی برتو اور انہیں ایذاء دینے سے پرہیز کرو اور ان سے صادر ہونے والی تکلیف دہ باتوں کو برداشت کرو۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا ، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ ، وَ اِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ ، وَ اِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ » ❶

''عورتوں کے متعلق مجھ سے اچھی وصیت لے لو، پس وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں ، اور پھر پسلیوں میں اوپر والی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے پس اگر آپ اسے سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے تو اسے توڑ بیٹھیں گے اور اگر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔''

③ عورت کو ہر اس چیز سے بچایا جائے جو اس کے شرف، عزت اور مرتبے کو متاثر کرے۔

④ اور یہ بھی بیوی کے حقوق میں سے ہے کہ شوہر (اگر استطاعت رکھتا ہو) تو وقتاً فوقتاً مجامعت کا سلسلہ جاری رکھے خواہ طہر میں ایک مرتبہ،

❶ صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث:۳۳۳۱، صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث:۳٦٤٤

استطاعت کے باوجود مجامعت ترک کر دینا حق تلفی ہے۔ (نوٹ: ایام حیض کے علاوہ باقی دنوں کو طہر کہا جاتا ہے)

سوال: شوہر کے وہ حقوق بیان کریں جو بیوی کے ذمے ہیں؟

جواب: ① بیوی کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شوہر کا کہا مانے (جب تک شوہر اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے) اور اپنی عزت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے اور ہر ایسے عمل سے بچے جو شوہر کو ستانے کا باعث ہو اور شوہر کے سامنے پیشانی پر بل نہ ڈالے اور نہ ہی کوئی ایسا انداز اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

② جب شوہر اسے اپنے بستر پر بلائے تو فوراً آ جائے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ» ❶

"جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس پر غصے میں رات گزارے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے ہیں۔"

③ شوہر کا شکریہ بجا لائے ناشکری نہ کرے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«رَأَيْتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ»

"میں نے آگ دیکھی تو آگ میں اکثریت عورتوں کی تھی۔"

پھر آپ ﷺ نے اس کی وجہ بتائی:

«يَكْفُرْنَ»

---

❶ صحيح البخاري، كتاب النكاح، حديث ٥١٩٣، وصحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٥٤١

''کہ وہ کفر (ناشکری) کرتی ہیں۔''

تو لوگوں نے پوچھا: ''کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ ، یَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ ، لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَیْئًا قَالَتْ : مَا رَأَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ » [1]

''شوہر کی ناشکری کرتی ہیں احسان کا انکار کرتی ہیں اگر آپ ان میں سے کسی ایک پر لمبا زمانہ احسان کریں پھر وہ آپ سے کچھ تکلیف اٹھائے تو وہ کہے گی: ''میں نے تجھ سے کبھی خیر دیکھی ہی نہیں۔''

④ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُھَا شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ » [2]

''عورت کے لیے جائز نہیں جب اس کا شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے۔''

⑤ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَ لَا تَأْذَنْ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ » [3]

''اور شوہر کے گھر میں شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل نہ کرے۔''

⑥ شوہر کی وفات پر ۴ ماہ دس دن ترکِ زینت کرے اور عدت گذارے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الکسوف، حدیث: ۱۰۵۲ و صحیح مسلم، کتاب الکسوف، حدیث: ۲۱۰۹

[2] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۱۹۵

[3] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث ۵۱۹۵

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا» [1]

''کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی بھی مرگ پر تین دن سے زیادہ ترکِ زینت کرے، سوائے شوہر کی وفات کے، اس پر وہ چار ماہ دس دن ترکِ زینت کرے گی۔''

(آج شوہر کی وفات پر عورت کی عدت کے مسئلے کو بھی جہالت اور خواہش پرستی کی نذر کر دیا گیا ہے، بہت سارے علاقوں اور قبیلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت شوہر کی میت کے ساتھ دروازے تک آ جائے تو عدت معاف ہو جائے گی، اللہ کی پناہ! ایک اہم ترین شرعی حکم کا کس طرح بے دردی سے مذاق اڑایا گیا ہے۔)

عورت کا شوہر کی خدمت کرنا

سوال: کیا عورت کے لیے شوہر کی خدمت کرنا ضروری (فرض) ہے یا مستحب ہے؟

جواب: اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے یوں صحیح قول یہی ہے کہ شوہر کی خدمت کرنا عورت پر فرض ہے جب اللہ تعالیٰ نے شوہر پر بیوی کا روٹی کپڑا اور خرچہ فرض قرار دیا ہے تو عدل و انصاف کا تقاضا یہی

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، حدیث: ۱۲۸۰، و صحیح مسلم، کتاب الطلاق، حدیث: ۳۷۲۶

ہے کہ عورت پر شوہر کی خدمت فرض ہو یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر کے کام کاج اور چکی چلانے کے نشانات ہاتھوں میں پیدا ہونے کا شکوہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کی یہ شکایت زائل نہیں فرمائی اور حضرت علیؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ اس کے ذمے خدمت نہیں، خدمت تو تیرے ذمے ہے......

ہاں اگرچہ عورت پر واجب ہے کہ وہ شوہر کی خدمت کرے لیکن شوہر اگر امور خانہ میں بیوی کی معاونت کرے تو یہ اعلیٰ اخلاق اور حسن معاشرت کی دلیل ہے اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ”کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں اپنے گھر والوں کے کام کاج میں معاونت فرماتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے نکل پڑتے۔ [1]

نکاح کے فوائد

سوال: شادی کے چند فوائد ذکر فرمائیں۔

جواب: ① زوجین کی شرمگاہ کی حفاظت، اور دونوں کی نظر کا آوارگی چھوڑ کر ایک دوسرے پر منحصر ہو جانا۔

② نسل بڑھا کر امت کو بڑھانا تاکہ اللہ کے بندے زیادہ ہوں۔

③ نسب کی حفاظت کرنا، جس کے ساتھ آپس میں تعارف، تعاون، الفت اور ہمدردی حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری

④ میاں بیوی کے درمیان محبت، مودّت اور رحمت کا پیدا ہونا۔

⑤ گھر، خاندان اور قبیلے کا قیام، جو اجتماعی زندگی کا مرکز اور محور ہے۔

⑥ طبیعت کی تکمیل اور فطرت کی تحقیق اور نفسانی سکون کا حصول۔

سوال: کیا احرامِ حج والا نکاح یا منگنی کر سکتا ہے؟

جواب: محرم کے لیے نکاح اور منگنی جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ ، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ :" وَ لَا يَخْطُبُ» ❶

''محرم (احرام باندھنے والا) نہ خود نکاح کرے اور نہ کسی کا نکاح کرائے، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اور نہ ہی منگنی کرے۔''

اور یہ جو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔'' ❷ یہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو غلطی لگی ہے، کیونکہ خود حضرت میمونہ کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے کہ نبی ﷺ نے حالتِ حلّ میں اس سے نکاح کیا۔ ❸

(نوٹ: حالتِ احرام کی ضدّ حالت حِلّ ہے)

منگنی کی انگوٹھی

سوال: کیا منگنی کی انگوٹھی کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟

جواب: منگنی کی انگوٹھی بدعات میں سے ایک بدعت ہے، اور نصرانیوں کی تقلید

---

❶ صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤٤٦

❷ صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث:٤٢٥٨، و صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث:٣٤٥٢

❸ صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤٥٣

ہے، نصرانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بنصر (چھنگلی کے ساتھ والی انگلی) میں ایک رگ ہے جو دل سے ملتی ہے، اس لیے وہ انگوٹھی کے اندر والے حصے میں عورت کا نام بھی لکھتے ہیں اور اسے محبت میں تأثیر کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔

اور خصوصاً جب یہ انگوٹھی سونے کی ہو تو انتہائی خطرناک جرم ہے کیونکہ مردوں پر سونا حرام ہے، اور نبی ﷺ نے مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔'' ❶

بعض آدابِ زوجیت

سوال: کیا بیوی کے لیے جائز ہے کہ شوہر کی مخالفت میں والدین کی اطاعت کرے؟

جواب: عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی مخالفت میں اپنے ماں باپ کی اطاعت کرے، کیونکہ شوہر کی اطاعت ماں باپ کی اطاعت سے بھی بڑھ کر ہے اس لیے عورت کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر ماں باپ کے حکم پر بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

اسی طرح اگر شوہر بیوی کو کسی اور جگہ لے جانا چاہے جہاں وہ اس کے حقوق کا پورا اہتمام کرے اور حدود اللہ کی پاسداری کرے اور عورت کے ماں باپ عورت کو منع کریں تو عورت کے لیے شوہر کی اطاعت واجب ہے۔

ہاں اگر شوہر اللہ کی نافرمانی کا حکم دے اور ماں باپ اللہ کی اطاعت کا حکم

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس، حدیث: ٥٤٣٧

دیں تو پھر شوہر کی فرمانبرداری اللہ کی نافرمانی میں جائز نہیں ، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ » ❶

''اللہ کی نافرمانی والے کام میں اطاعت نہیں ، اطاعت صرف بھلائی کے کام میں ہے۔''

سوال: شوہر میں کس قسم کی صفات ہونی چاہئیں؟

جواب: شوہر نیک صالح ، دیندار ، اچھے اخلاق والا ، امانتدار اور دین و بدن میں طاقتور ہونا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ ﴾

اس آیت میں طاقتور اور امانتدار ہونا دو صفتیں مذکور ہیں جن کی بناء پر مدین کے نیک اور صالح بزرگ نے اپنی بیٹی حضرت موسیٰ کے نکاح میں دی تھی۔

سوال: بیوی میں کس قسم کی صفات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: بیوی نیک صالحہ، شوہر کی فرماں بردار (جائز امور میں) ، شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی اور یہ ذہن رکھنے والی ہو کہ میرے شوہر کو میری طرف سے ہر طرح کی خیر ہی پہنچے ......

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« الدُّنْيَا مَتَاعٌ ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ » ❷

---

❶ صحيح البخاري، كتاب أخبار الآحاد ، حديث: ٧٢٥٧، كتاب الامارة، حديث: ٤٧٦٥

❷ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، حديث: ٣٦٤٩

"دنیا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔"

سوال: نشوز کیا ہے اور نشوز کے متعلق شوہر کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بیوی کا شوہر پر چڑھائی کرنا، شوہر کی مخالفت کرنا، شوہر کی نافرمانی کرنا، زبان درازی کرنا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مقام دیا ہے اس پر راضی نہ ہونا اور شوہر کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا نشوز کہلاتا ہے۔

ایسے حالات میں شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کی بدمزاجی اور کجی کی اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں اس طرح رہنمائی فرمائی ہے:

﴿ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ ﴾ [النساء: ٣٤]

"اور وہ عورتیں جن کے نشوز (نافرمانی اور بد دماغی) کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں ضرب لگاؤ، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ بہت بلند بہت بڑا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے زوجہ کو ادب سکھلانے اور اس کی اصلاح کرنے کے تین مراتب ذکر فرمائے ہیں۔

١ ...... وعظ و نصیحت کرنا:

شوہر عورت کو اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دے اور جو اللہ نے شوہر کا حق اس پر واجب ٹھہرایا ہے وہ اسے بتائے اور اسے نافرمانی کا گناہ بتائے۔

اگر عورت میں دین وصلاح ہو تو اسے نصیحت ضرور نفع دے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴾ [الاعلى: ١٠]

"جو (اللہ سے) ڈرتا ہو وہ ضرور نصیحت پکڑے گا۔"

٢ ......اگر وہ نافرمانی پر اڑی رہے اور نصیحت نفع نہ دے تو پھر اس کا بستر الگ کردے اور مجامعت چھوڑ دے، اور بعض اہل علم کا یہ بھی موقف ہے کہ اس سے کلام بھی چھوڑ دے، یہاں تک کہ وہ تائب ہو جائے۔

٣ ......اگر دوسرا طریقہ بھی کارگر ثابت نہ ہو تو پھر شوہر کو اجازت ہے کہ بیوی کو ضرب لگائے۔ لیکن ضرب ہلکی ہو، ایسی ضرب نہ ہو جس سے زخم ہو یا نشان پڑے، یا کوئی ہڈی ٹوٹ جائے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَالِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ» [1]

"اور تمہارا یہ حق بھی بیویوں کے ذمے ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو آنے نہ دیں، جسے تم ناپسند کرتے ہو، (یعنی ہر شوہر قطعاً یہ گوارہ کر ہی نہیں سکتا) پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جس سے زخم نہ ہو یا نشان نہ پڑے۔" (نیز چہرے پر مارنا بھی منع ہے)

پس یہ تین تادیبی درجات ہیں جو شوہر اپنی بد دماغ اور بد اخلاق بیوی کو راہِ راست پر لانے کے لیے اختیار کرسکتا ہے اگر یہ تینوں طریقے نفع نہ دیں تو پھر

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث: ٢٩٥٠

طلاق یا خلع کے سوا کوئی علاج نہیں۔

فائدہ......:

۞ اللہ کی بندی! اپنے شوہر کی نافرمانی سے بچ جا! اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے اور اس کا انجام بھی بہت خطرناک ہے۔

سوال: نشوز (عورت کی بداَخلاقی و بددماغی) کی چند صورتیں ذکر کریں؟

جواب: نشوز کی کئی صورتیں ہیں:

۱۔ شوہر کے بلانے پر اس کے بستر پر نہ آنا۔

۲۔ اپنے نفس میں شوہر سے خیانت کرنا (یعنی شوہر کی بجائے کسی اور سے ناجائز تعلقات رکھنا)

۳۔ جسے شوہر پسند نہیں کرتا اسے گھر میں آنے کی اجازت دینا۔

۴۔ شوہر کی خدمت نہ کرنا۔

۵۔ شوہر کے مال میں فضول خرچی اور ناجائز کاموں میں مال خرچ کرنا۔

۶۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا۔

۷۔ شوہر کا راز فاش کرنا اور اس کے عیب بیان کرنا۔

۸۔ زبان درازی کرنا۔

۹۔ شوہر کے سامنے منہ بسورے رکھنا۔

۱۰۔ مستقل زیب و زینت اور نظافت کو چھوڑے رکھنا۔

سوال: جب شوہر بہت زیادہ بخیل ہو تو بیوی کیا کرے؟

جواب: جب شوہر بخیل ہو اور بیوی کے حق میں بہت کوتاہی کرتا ہو تو بیوی کے

لیے جائز ہے کہ بھلے اور اچھے طریقے سے اس کے مال کو بلا اجازت استعمال کر لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام معاویہ ہندؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ ابوسفیان بڑا ہی کنجوس آدمی ہے، کیا میرے لیے اس میں گناہ ہے اگر میں خفیہ طور پر اس کے مال میں سے کچھ لے لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« خُذِيْ أَنْتِ وَ بَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ » [1]

"تو اور تیرے بیٹے معروف طریقے سے اتنا مال لے سکتے ہیں جتنا تجھے کافی ہو۔"

سوال: کیا عورت اپنا مال اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے؟

جواب: ہاں! جب عورت سمجھدار ہو تو وہ اپنا مال اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے،

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے عید الفطر کے دن مردوں سے خطاب کے بعد عورتوں سے خطاب فرمایا، اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو عورتیں صدقہ کرنے لگیں اور انگوٹھی، بالی وغیرہ اتار اتار کر دینے لگیں اور انہوں نے یہ صدقہ شوہروں کی اجازت کے بغیر کیا۔ [2]

رہی وہ حدیث: "کہ عورت اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ نہیں دے سکتی" وہ سخت ضعیف ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب البيوع، حديث: ٢٢١١، و صحيح مسلم، كتاب الأقضية، حديث: ٤٤٧٧

[2] صحيح البخاري، كتاب العيدين، حديث: ٩٧٩، و صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، حديث: ٢٠٤٨

سوال: کیا عورت اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے؟

جواب: ہاں! جب عورت فضول خرچ اور مال خراب کرنے والی نہ ہو اور وہ جانتی ہو کہ اس کا شوہر اسے برُا نہیں منائے گا تو وہ خرچ کر سکتی ہے کیونکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَة......» ❶

''جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے کھانا وغیرہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے ،اس حال میں کہ وہ مال خراب کرنے والی نہ ہو (تو اس کے لیے بھی اجر ہے)

اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ ، وَ مَا اَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ بِغَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ اَجْرِهِ لَهُ ......» ❷

''عورت شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے، اور اگر بیوی شوہر کی کمائی میں سے اس کے اِذن (حکم) کے بغیر خرچ کرے گی تو آدھا اجر (بیوی) کو اور آدھا اجر شوہر کو ملے گا......''

عقدِ نکاح کے وقت رومال رکھنا

سوال: کیا ضروری ہے کہ ولی اپنا ہاتھ شوہر کے ہاتھ میں رکھے اور ولی ایک رومال لے کر میاں بیوی دونوں کے ہاتھوں پر ڈالے۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ ،حدیث: ١٤٤١ و صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث: ٢٣٦٤

❷ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، حدیث: ٢٣٧٠

جواب: یہ قطعاً ضروری نہیں بلکہ یہ رومال وغیرہ ڈالنا بدعات میں سے ہے۔

سوال: کیا شوہر کا بھائی (دیور) اپنی بھاوج کے پاس خلوت میں جا سکتا ہے۔

جواب: دیور کا بھاوج کے پاس آنا جب گھر میں اور کوئی نہ ہو قطعاً جائز نہیں، کیونکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِیَّاکُمْ وَالدُّخُولَ عَلَی النِّسَآءِ» [1]

"عورتوں کے پاس آنے سے بچو۔"

تو انصار کے ایک شخص نے کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دیور کے بارے میں کیا خیال ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دیور تو موت ہے۔" یعنی دیور سے اس طرح بچنا ضروری ہے جس طرح موت سے بچنا ضروری ہے۔

ایک سے زائد بیویاں رکھنا

سوال: کیا ایک سے زائد بیویاں رکھنا مستحب ہے؟

جواب: ہاں! ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا مستحب ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ﴾

[النسآء: ۳]

"پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں، دو دو، تین تین، یا چار چار سے۔"

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث: ۵۲۳۲، صحیح مسلم، کتاب الآداب، حدیث: ۵۶۷۴

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے دو دو، تین تین اور چار چار کا تذکرہ فرمایا اور ترغیب دی، پھر فرمایا:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً ﴾ [النساء:۳]

''اگر تم ڈرو کہ تم عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو۔''

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک ہی رات میں اپنی ساری بیویوں کے پاس جاتے تھے اور آپؐ کی نو بیویاں تھیں (نو بیویوں کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ تھا، امتیوں کو صرف چار بیویاں زیادہ سے زیادہ رکھنے کی اجازت ہے)

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

« الدُّنْيَا مَتَاعٌ ، وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ » [1]

''دنیا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔'' (اس حدیث میں بھی ایک سے زائد بیویوں کی ترغیب ہے۔)

اور اس طرح پیچھے حدیث گذر چکی ہے کہ عضوِ مخصوص یعنی مباشرت میں بھی صدقہ اور اجر و ثواب ہے۔ (اس حدیث میں بھی تعدّد ازواج کی ترغیب ملتی ہے۔)

لیکن یاد رہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا اس وقت مستحب ہے جب آدمی ان کے درمیان عدل پر قادر ہو اور ان کی وجہ سے کسی فتنے میں پڑنے سے بے خوف ہو اور ان کی وجہ سے اللہ کے حق کو ضائع کرنے سے بھی محفوظ ہو اور اسی طرح انہیں پاکدامن رکھنے کے لیے جسمانی قوت بھی موجود ہو، اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، حدیث: ۳۶۴۹

ان سب کے خرچے کی بھی استطاعت ہو۔ واللہ اعلم۔

سوال: بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ جب کوئی شخص باکرہ سے نکاح کرے تو ایک ہفتہ نماز کی جماعت چھوڑ دے (یعنی گھر میں ہی پڑھ لے) اور جب ثیبہ سے نکاح کرے تو تین دن جماعت چھوڑ دے کیا یہ بات صحیح ہے۔

جواب: یہ بات بالکل باطل ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں اس کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ دلیل اس کے برعکس ہے۔

امام ابو محمد ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مذکورہ سارے حالات میں خواہ آدمی کی ایک ہی بیوی ہو یا زیادہ کسی بھی شکل میں نماز با جماعت مسجد میں ادا کرنے سے پیچھے رہنا جائز نہیں اور نہ ہی جمعہ چھوڑنا جائز ہے، اگر اس نے ایسا کیا تو وہ نافرمانی ہے اور دوسرے تمام لوگوں کے برابر ہی اس کا جرم اور گناہ ہے، کوئی فرق نہیں۔
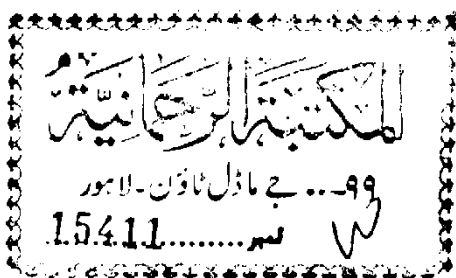
تحفۂ نکاح

آج ہم شادی بیاہ کے موقع پر
بہت کچھ کرتے ہیں۔ دو دو ماہ خرید و
فروخت، عزیز واقارب کو دعوت دینے کیلئے
پُرتکلف دعوت نامہ، رسم و رواج کے لیے لمبے چوڑے
شیطانی کھیکھن، مکان، کوٹھی اور بنگلے کی زیبائش و
آرائش، حتّٰی کہ بڑے بڑے اغنیاء بھی شادی پر مقروض ہو جاتے ہیں۔
افسوس !! اتنا کچھ کر لیا لیکن کیا ایک اہم ترین فریضہ بھی ادا کیا؟ وہ
فریضہ نکاح سے متعلقہ مسائل کا علم حاصل کرنا ہے۔ اس فریضے سے
اتنی غفلت کہ میاں کو بیوی کے حقوق کا علم نہیں، بیوی میاں کے
حقوق سے ناواقف ہے، ماں باپ تربیتِ اولاد سے ناآشنا
اور اولاد مقامِ والدین سے نابلد ہے۔

یہ کتابچہ مسائلِ نکاح پر مشتمل ہے اور شادی سے پہلے
ہر کسی کی ضرورت ہے اور آپ کے اہم فریضے کی ادائیگی
میں معاون ہے۔

اُمید ہے کہ آپ خود بھی پڑھیں گے اور عزیز واقارب
کی شادی کے تحائف میں اس **تحفہ نکاح** کو ضرور
شامل کریں گے۔

المکتبۃ الکریمیہ
قرآن وسنت کی اشاعت کا عظیم ادارہ

E-mail: alkarimiaa@hotmail.com